A Research & Refereed Journal (ISSN-2249-7854)

اردو جرنل ۱۲

۲۰۲۱

شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی کا اکیڈمک ریسرچ اینڈ ریفریڈ جرنل

اکبر الہ آبادی | گوشے | ساحر لدھیانوی

مدیر

ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی

©جملہ حقوق بحقِ شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی محفوظ

نام مجلہ	:	اردو جرنل (ISSN:2249-7854)
اشاعت	:	۲۰۲۱ء
کتابی سلسلہ	:	۱۲
ناشر	:	شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ۔ ۸۰۰۰۰۵
صفحات	:	352
اس شمارے کی قیمت	:	300 روپے (تین سو روپے)
اعزازی تعاون	:	1000/- (چار سال)-/2000 (سات سال)-/5000 (تاحیات)
کمپوزنگ	:	شاہد وصی، رابطہ 9006331029
ملنے کا پتہ	:	شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ۔ ۸۰۰۰۰۵
مطبع	:	

مجلس ادارت (Peer Review Committee)

پروفیسر اعجاز علی ارشد

پروفیسر جاوید حیات — پروفیسر اسلم آزاد

پروفیسر اسرائیل رضا — پروفیسر قدوس جاوید

پروفیسر علیم اللہ حالی — پروفیسر حسین الحق

پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین — پروفیسر کوثر مظہری

❁❁❁

مجلس مشاورت

ڈاکٹر سورج دیو سنگھ — ڈاکٹر محمد نوشاد احمد

ڈاکٹر عبدالباسط حمیدی — ڈاکٹر محمد سہیل انور

ڈاکٹر محمد جلال الدین — ڈاکٹر بالمیکی رام

❁❁❁

فہرست

اپنی بات	ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی	۵

بوستان اکبر

اکبری تنقید اور تنقید اکبر	پروفیسر محمد حسن	۱۰
افکار اکبر الہ آبادی کی عصری معنویت	پروفیسر قدوس جاوید	۱۶
الہ آباد کی شعری روایت اور اکبر۔۔۔۔۔	پروفیسر علی احمد فاطمی	۲۷
اکبر الہ آبادی کی قرأت نو	پروفیسر ابوبکر عباد	۴۰
اکبر الہ آبادی کا تصور اخلاقیات	ڈاکٹر آفتاب احمد منیری	۴۹
حضرت شاہ اکبر داناپوری اور اکبر الہ آبادی	مولانا سید شاہ محمد ریان	۵۳
کلام اکبر الہ آبادی میں مزاحمتی رویہ	ڈاکٹر شیخ فاروق باشا	۶۳
اکبر الہ آبادی کی غزل گوئی	ڈاکٹر ظفر انصاری ظفر	۶۸
اکبر کی حمایت میں	ڈاکٹر محمد شارب	۷۴
اکبر کی طنزیہ شاعری میں مذہبی افکار	ڈاکٹر ارشاد سیانوی	۸۳

گلہائے نو:۔

اکبر الہ آبادی کی شاعری مغربی تہذیب۔۔۔	محمد رضا اظہری	۹۲
اکبر الہ آبادی کی شعری جہات	شمس الدین ملک	۹۷
اکبر الہ آبادی کی شاعری میں سیاسی وسماجی فکر	ڈاکٹر ضمیر رضا	۱۰۲
اکبر الہ آبادی کی شاعری کے مختلف عناصر	ڈاکٹر نعمت شمع	۱۰۵
اکبر الہ آبادی کی شاعری میں اخلاقی قدریں	شمع کوثر شمع	۱۱۱
شہنشاہ طنز وظرافت: اکبر الہ آبادی	ڈاکٹر فائزہ احمد	۱۱۷
اکبر الہ آبادی: قوم وملت کا مسیحا	ڈاکٹر ممتاز جہاں	۱۲۰
اکبر الہ آبادی کی عشقیہ شاعری	محمد علیم الدین شاہ	۱۲۴

گلشن ساحر

امید ونشاط کا شاعر: ساحر لدھیانوی	پروفیسر علی احمد فاطمی	۱۲۸
ساحر لدھیانوی کی دو نظمیں: ایک جائزہ	پروفیسر اسلم جمشید پوری	۱۳۴
ساحر لدھیانوی کی فلمی اور غیر فلمی شاعری کا۔۔۔	ڈاکٹر عبدالحنان سبحانی	۱۳۸

ساحرایک احساس	ڈاکٹر رشید جہاں انور	۱۴۶
ساحرلدھیانوی کی شاعری میں عورت	ڈاکٹر مظفر قائمی	۱۵۰
ساحرلدھیانوی اور ہاجرہ مسرور کی حیات معاشقہ	ڈاکٹر ارشاد شفق	۱۶۱
اردو کا کثیر الجہات شاعر ساحر لدھیانوی	ڈاکٹر سورج دیو سنگھ	۱۷۰

چمن تازہ:۔

ساحر کے گیتوں میں انسانی جذبات کی عکاسی	ڈاکٹر شیخ عمران	۱۷۸
سحر بیان شاعر: ساحر لدھیانوی	ڈاکٹر عبدالباسط حمیدی	۱۸۱
ساحر کی شاعری: ویژن، مشن اور ساحری کا امتزاج	ڈاکٹر محمد سہیل انور	۱۸۴
ساحرلدھیانوی: کیوں مجھ کو کوئی یاد کرے!	ڈاکٹر محمد مجاہد حسین	۱۹۰
ساحر فلمی نغموں کا سوداگر	ڈاکٹر شہناز بانو	۱۹۵
ساحر کی شاعری: ایک بازیافت	آصف پرویز	۲۰۷
ساحرلدھیانوی کی شاعری میں احتجاجی عناصر	توصیف احمد ڈار	۲۱۳
ساحر حقیقت سے سحر تک	ڈاکٹر محمد حیدر علی	۲۱۹
ساحرلدھیانوی اور اشتراکیت	ڈاکٹر محمد نور نبی انصاری	۲۲۴

گلستان نقد و نظر

بہار میں اردو تحقیق: آغاز تا امروز	پروفیسر شہاب الدین ثاقب	۲۳۲
نظیر اکبرآبادی اور ڈاکٹر فیلن	ڈاکٹر مرزا حامد بیگ	۲۳۸
فضا ابن فیضی کی شاعری میں حب الوطنی	پروفیسر حدیث انصاری	۲۴۶
اردو اور عربی قصیدہ نگاری: ایک مطالعہ	محمد اکرام	۲۵۷
دبیر کا غیر منقوط کلام: ایک مطالعہ	محمد عارف حسین	۲۷۲
ادبی تنقید: وجود، ارتقا اور صورتحال	جاوید احمد	۲۷۹
سرسید، خانگی زندگی اور انکسار۔۔۔	ڈاکٹر زبیر عالم	۲۸۹
علی عباس حسینی اور اردو ناول کی تاریخ و تنقید	شاہد وصی	۲۹۶
اردو کے اہم تاریخی ناولوں کی ادبی اہمیت	محمد عطاء اللہ	۳۰۳
زحاف اور تسبیغ زحاف: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	شبیر احمد ڈار	۳۱۶
مجتبیٰ حسین کے سفرناموں میں مزاحیہ عناصر	فیضان حیدر	۳۲۹
رمز عظیم آبادی کی نظم نگاری مجموعہ "نغمہ سنگ"۔۔۔	شہلا یاسمین	۳۳۵
پروفیسر شوکت سبزواری کی لسانی خدمات	ڈاکٹر محمد منہاج الدین	۳۳۹

URDU JOURNAL, A Research & Refereed Journal (ISSN-2249-7854) 2021, P:63-67
Dr Shaikh Faroque Basha, Kalam-e-Akbar Allahabadi Main Mozahamati Rawayya

ڈاکٹر شیخ فاروق باشا
لیکچرار، شعبہء اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج، رائے چوٹی، آندھرا پردیش

کلام اکبر الہ آبادی میں مزاحمتی رویہ

لسان العصر اکبر الہ آبادی کی ولادت اس وقت ہوئی جب کہ سلطنت مغلیہ کا آخری چراغ ٹمٹا رہا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کا ظالم شکنجہ تقریباً سارے ہندوستان کو جکڑ چکا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی ناکام بغاوت کے بعد ہندوستانیوں کی رہی سہی طاقت توڑ دی گئی۔ اس وقت اکبر الہ آبادی کی عمر صرف گیارہ سال تھی۔ انگریزوں کے ظلم واستبداد کا نقش ہمیشہ کے لیے ان کے دل و دماغ پر مرتسم ہوگیا۔ بغاوت کے بعد ہندوستانی خصوصاً مسلم قوم انگریزوں کے عتاب کا شکار رہی۔ خوف و دہشت، ذلت و رسوائی، فقر و فاقہ اور غلامی و محکومی ان کا مقدر بن گئی۔ اسی زمانے میں محسن قوم وملت سرسید احمد خاں نے محسوس کیا کہ انگریزی حکومت سے مبارزت کے بجائے مصالحت کا رویہ اپنانا چاہیے، عداوت کے بجائے رفاقت کا راستہ اختیار کیا جائے، سرسید نے اپنی قوم کو مغربی علوم سے استفادہ کرنے کی تلقین کی۔ اس سلسلہ میں ان کے تعلیمی کارنامے ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

ہندوستان پر انگریزی حکومت کا جب پوری طرح تسلط ہو چکا تو انہوں نے مسلم قوم پر طرح طرح کے مظالم شروع کردیے۔ قتل وغارت گری کا بازار گرم ہوگیا، سرکاری ملازمتوں سے انہیں کنارہ کش کیا گیا، جاگیریں، مناصب اور وظیفے ختم کردیے گئے۔ بہت سے لوگوں کو کالے پانی کی سزا سنائی گئی۔ کل تک جو برسراقتدار تھے آج وہ محکوم، مجبور اور مقہور ہوگئے۔ بقول میر تقی میرؔ

دلی میں آج بھیک بھی ملتی نہیں انہیں
تھا کل تلک دماغ جنہیں تخت و تاج کا

مغربی نظام تعلیم کا رواج، مغربی تہذیب کا جنون، مغرب کی کورانہ تقلید، عریانیت اور فیشن پرستی، اختلاط مرد وزن، الحاد پرستی، مفاد پرستی، غلامانہ ذہنیت، عیسائیت کی تبلیغ جیسے امور ہندوستان میں پنپ رہے تھے جن کی روک تھام کے لیے اکبر الہ آبادی کو شدید مزاحمت کرنی پڑی۔ مزاحمت، مصالحت اور مفاہمت کی ضد ہے۔ چونکہ برسراقتدار حکومت کے خلاف مزاحمت ہے اس لیے انہوں نے راست اور سنجیدہ تیر ونشتر چھوڑنے کے بجائے طنز و مزاح کا اسلوب اختیار کیا۔ برسراقتدار حکومت کے خلاف، آواز اٹھانا، ناخوشگوار اور ناسازگار حالات میں صدائے حق بلند کرنا، گویا اپنی موت کو آواز دینا تھا۔ لیکن اکبر الہ آبادی نے یہ کام بڑی خوبی اور ہمت سے کیا۔ کبھی اشارے

اور کنایے میں مزاحمت کی، کبھی دبے الفاظ اور دھیمے لہجہ میں، کبھی کھل کر بھی مزاحمتی رویہ اختیار کیا اور مختلف اشاروں ،علامتوں اور استعاروں میں اپنی مزاحمت پیش کی۔ چند علامتیں پیش ہیں۔

بت، انگریزوں کی علامت، پیر اور مرشد ،سر سید احمد خاں کی علامت، اونٹ مسلمانوں کی ، گائے ہندوؤں کی، برہمن ہندوؤں کی مذہبی جماعت کا نمائندہ، جہاز اور کشتی ملک کی ،زاغ اور الو انگریزوں کے نقالوں کی، بدھو عام مسلمانوں کی علامت ہے۔ اکبر نے ان علامتوں کو بعض جگہ واضح بھی کیا ہے۔

بدھو سے صرف ہند کا مسلم مراد ہے　　مقصود عاجزی ہے غرور اک فساد ہے
دل مرا جس سے بہلتا ،کوئی ایسا نہ ملا　　بت کے بندے ملے ،اللہ کا بندہ نہ ملا
واہ کیا راہ دکھائی ہے ہمیں مرشد نے　　کردیا کعبے کو گم اور کلیسا نہ ملا

رشید احمد صدیقی اکبر الہ آبادی کے مزاحمتی رویہ کے تعلق سے کہتے ہیں۔

”حوصلہ و ہوس کی ،الفت و آویزش کی، پیش قدمی و پسپائی کی ،شور و سکوت کی اور سود و زیاں کی اکبر کی شاعری میں جلوہ گری ہے۔ کہیں خفی، کہیں جلی، کہیں شگفتہ، کہیں حزیں لیکن ہر جگہ دلنشیں ،اس عہد کے سیاسی شعور کو سمجھنے کے لیے اکبر کے کلام سے ہر طرح کی مدد لی جاسکتی ہے، شاید اتنی قیمتی مدد کہیں اور سے حاصل بھی نہیں ہوسکتی“۔

اکبر الہ آبادی نے سب سے زیادہ مغربی تہذیب سے مزاحمت کا رویہ اپنایا ہے۔ وہ مشرقی تہذیب کے دلدادہ تھے اور مشرقی تہذیب کی اساس اور بنیاد، مذہب، روحانیت اور اخلاق پر ہے۔ مغربی تہذیب کی بنیاد الحاد ،مادیت اور فحاشی پر ہے۔ اکبر اپنی قوم کو اس تہذیب کی پرچھائیوں سے بچانا چاہتے تھے۔ یہ امر مسلم ہے کہ محکوم قوم بہت جلد حاکم قوم کی کورانہ تقلید کرتی ہے۔

مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کے خلاف اردو زبان کے بہت سے ادیبوں اور شاعروں نے مزاحمتی رویہ اپنایا ہے لیکن اس سلسلہ میں شاعر مشرق علامہ اقبال اور اکبر الہ آبادی سب سے پیش پیش نظر آتے ہیں۔ علامہ اقبال کی مزاحمت کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا نا پائیدار ہوگا

اکبر الہ آبادی نے بھی جا بجا اپنے کلام میں طنز و مزاح کے پیرائے میں مغربی تہذیب پر وار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

مرید دہر ہوئے وضع مغربی کرلی　　نئے صنم کی تمنا میں خودکشی کرلی
تھے کیک کی فکر میں سو روٹی بھی گئی　　چاہی تھی شے بڑی سو چھوٹی بھی گئی

واعظ کی نصیحتیں نہ مانیں آخر　　　پتلون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی

اکبرالہ آبادی کو یہ خوف شدید تھا کہ مغربی تہذیب وتمدن مسلم قوم کو اخلاقی انحطاط کے سمندر میں ڈبو دے گی۔ آخر ہوا بھی یہی۔

نئی تہذیب سے ساقی نے ایسی گرمجوشی کی　　　کہ آخر مسلموں میں روح پھونکی بادہ نوشی کی

ایک اور جگہ کہتے ہیں:

تہذیب نو کے رنگ پر بلبل بنے ہیں سب　　　واللہ کیا بہار ہے اس سبز باغ میں

یہ موجودہ طریقے راہی ملک عدم ہوں گے　　　نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہوں گے

اکبرالہ آبادی ایک مشرقی تہذیب کے پیروکار اور مذہب پسند شخص تھے، مغربی تہذیب کی اندھی تقلید سے انہیں مشرقی تہذیب کے اعلیٰ اقدار خطرے میں دکھائی دے رہے تھے، بے حیائی اور فیشن پرستی کی وبا عام ہو رہی تھی۔ حقوق نسواں اور مساوات مردوزن کی آڑ میں مغربی دنیا نے خواتین کو سڑکوں پر مردوں کے برابر لا کھڑا کر دیا تھا۔ اکبر نے خواتین کو عریانی اور فحاشی سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ ایک رباعی میں خواتین کی بے حیائی اور بے حجابی کے تعلق سے کہتے ہیں۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں　　　اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا

پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا　　　کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

برطانوی حکومت نے حصول اقتدار کے بعد اس بات کی کوشش کی کہ مشرقی طرز تعلیم کا سدباب کیا جائے تا کہ ان میں مذہب سے بیزاری، قدامت پسندی اور اعلیٰ اقدار کا فقدان ہو چنانچہ انہوں نے مغربی طرز تعلیم ہندوستان بھر میں رائج کرنا شروع کر دیا۔ جدید فلسفہ اور سائنسی علوم کو عام کر دیا تا کہ مذہبی عقائد اور روایات کی قدر و منزلت کم ہو۔ مسلمانوں میں مغربی تہذیب کے پیروکار اور تقلید کرنے والے پیدا ہوں۔ برطانوی حکومت کے لیے کم تنخواہ پر کام کرنے والے ملازمین ہندوستان ہی میں مل جائیں، انگلستان سے نہ منگوانا پڑے اور یہ فکر دی گئی کہ برطانوی تہذیب اور معاشرت خوشحالی اور ترقی کی علامت ہے اور مشرقی تہذیب تنزلی وانحطاط کی علامت، ان مقاصد کے حصول کے لیے نئے تعلیمی نصاب اور نئی تعلیمی پالیسوں کو نافذ کیا گیا۔ ایسے میں اکبرالہ آبادی کو اس بات کا شدید احساس تھا کہ نئی تعلیمی پالیسی سے تہذیب وتمدن، دینی وملی غیرت، ہمدردی اور رحمدلی ختم ہو جائے گی۔ محض دولت حاصل کرنا، ڈگری پانا، نوکری کرنا اور پنشن لینا ہو جائے گا۔ ان خیالات کا کھل کر اپنی شاعری میں اظہار خیال کیا ہے۔ کہتے ہیں:

میں کیا کہوں احباب کیا کار نمایاں کر گئے　　　بی اے کیا، نوکر ہوئے، پنشن ملی اور مر گئے

ایک اور شعر یوں ہے۔

پڑھ کر انگریزی میں دانا ہوگیا　　"کم" کا مطلب ہی کمانا ہو گیا

اکبرالہ آبادی کے خیال میں تعلیم وہ واحد ذریعہ ہے جس سے قوموں کے قلوب واذہان کو غلام بنایا جاسکتا ہے، یہ ایسا مؤثر ہتھیار ہے جو قتل وخون سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اپنے ایک مشہور شعر میں اس خیال کو اس طرح پیش کرتے ہیں۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا　　افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

قوم کے تعلیمی رہنما اور سماجی مصلح سرسید احمد خاں کے تعلیمی افکار سے اکبرالہ آبادی مطمئن نہیں تھے کیونکہ ان کے خیال میں علی گڑھ کا تعلیمی مرکز ظاہری چمک دمک اور دنیاوی ترقی کی حد تک محدود ہوگیا تھا۔ یہاں کے تعلیم یافتہ مادیت اور عقلیت کو سب کچھ سمجھ رہے تھے۔ وہ سرسید اور علی گڑھ کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہتے ہیں۔

ابتدا کی جناب سید نے جن کے کالج کا اتنا نام ہوا
انتہا یونیورسٹی پر ہوئی قوم کا کام اب تمام ہوا

اس فکر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں

پانی پینا پڑا ہے پاپ کا　　حرف پڑھنا پڑا ہے ٹائپ کا
مل کا آٹا ہے نل کا پانی ہے　　آب و دانہ کی حکمرانی ہے

مغربی علوم وفنون، کے خلاف مزاحمتی رویہ کو دیکھ کر کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اکبر جدید تعلیم اور علوم وفنون ،صنعت وحرفت کے مخالف ہیں۔ انہوں نے صرف تعلیم کے نام پر مرد وزن کے اختلاط، بے پردگی، مغربی فیشن پرستی اور ناچ گانے پر چوٹ کی ہے۔ ہر حال میں دینی مزاج اور مذہب کو قابل نمونہ سمجھنے کی تلقین کی ہے۔ ان کے چند اشعار اس بات کی غمازی کرتے ہیں۔

وہ باتیں جن سے قومیں ہورہی ہیں نامور سیکھو　　اٹھو تہذیب سیکھو ،صنعتیں سیکھو، ہنر سیکھو
بڑھاؤ تجربے ،اطراف دنیا میں سفر سیکھو　　خواص خشک و تر سیکھو علوم بحر و بر سیکھو

دینی غیرت اور حمیت کو ابھارتے ہوئے کہتے ہیں۔

خدا کے واسطے اے نوجوانو ،ہوش میں آؤ　　دلوں میں اپنی غیرت کو جگہ دو ،جوش میں آؤ

ایک اور جگہ اسی خیال کو پیش کرتے ہوئے مذہب اور دین کو سرچشمہ ہدایت سمجھنے کی تلقین کرتے ہیں۔

تم شوق سے کالج میں پھلو، پارک میں پھولو　　جائز ہے غباروں میں اڑو ،چرخ پہ جھولو
بس ایک سخن بندہ، عاجز کا رہے یاد　　اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

اکبرالہ آبادی اس خیال کی پرزور مخالفت کرتے ہیں کہ انگریز جہاں جائیں گے وہاں سائنسی ایجادات اور ٹکنالوجی ترقی کرے گی۔ ایجادات ان ملکوں میں بھی ہیں جہاں انگریز حکمران نہیں ہیں۔ جدید ایجادات کی

مخالفت انہوں نے کبھی نہیں کی بلکہ اس کے سیکھنے پر ابھارا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

عزم کر تقلید مغرب کا ہنر کے زور سے　　　　لطف کیا جو لد لیے موٹر پر زر کے زور سے

ان کے علاوہ الحاد پرستی کے خلاف بھی ان کی مزاحمت قابل قدر ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

صدائے الحاد اٹھ رہی ہے خدا کی اب یاد اٹھ رہی ہے　　　　دلوں سے فریاد اٹھ رہی ہے کہ دین سے ہم گزر رہے ہیں

غرض اکبرالہ آبادی نے اپنے قلم وقرطاس کے ذریعہ ہر اس ناخوشگوار اور نامناسب رویے کے خلاف مزاحمت کی جو ہمارے ملک میں پنپ رہے تھے، سماجی برائیوں، معاشرتی ناہمواریوں اور ناانصافیوں کے خلاف آواز اٹھائی، حالانکہ وہ حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر قائم رہے اس کے باوجود حکومت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیا۔ اور یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ اردو کے مزاحمتی ادب میں اکبرالہ آبادی کا احتجاجی اور مزاحمتی رویہ بہت توانا دکھائی دیتا ہے۔

❁❁❁

بہار کی بہار (جلد اول ودوم)

مصنف۔ پروفیسر اعجاز علی ارشد

بہار کی ادبی وتہذیبی تاریخ کا دستاویزی سلسلہ

ملنے کا پتہ

بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ ۸۰۰۰۰۴